امام خمینیؒ اور آیت اللہ العظمیٰ خامنہ ای کی نظر میں

اسلامی تمدن کا احیاء

مولف: مہدی دنگچی
مترجم: بنت زینب خان

اسلامی انقلاب کے قائد عظیم الشان آیت اللہ العظمیٰ سید علی خامنہ ای کے مطابق اسلامی انقلاب کے تمام مقاصد جیسے آزادی، استقلال، اسلامی حکومت کا قیام یا ظالمین و مستکبرین سے مقابلہ کرنے کو اسلامی تمدن سے تعبیر کیا جاسکتا ہے جس سے اسلامی تمدن کے احیاء کے مقولہ کی اہمیت و ضرورت بخوبی واضح ہوتی ہے۔ اسی لئے ہم امام خمینیؒ اور آیت اللہ خامنہ ای کے نظریات کا تحقیقی جائزہ لے رہے ہیں تاکہ اس موضوع کے تمام پہلوؤں کو ان کے تمدنی کردار کی روشنی میں بیان کرسکیں۔ دور حاضر کے اسلامی معاشرہ کی ہدایت میں امام خمینی اور آیت اللہ خامنہ ای کی سیاسی و اجتماعی مقام و منزلت کو مد نظر رکھتے ہوئے، اسلامی تہذیب پر گفتگو کرنے کے لئے دوسرے صاحب نظر حضرات میں سے انہیں دو شخصیتوں کا انتخاب کیا گیا ہے۔ آپ کے تمام نظریات کو مندرجہ ذیل چار حصوں میں پیش کیا گیا ہے:

اسلامی تمدن کے احیاء کے عملی راستے، ضرورتیں، آیندہ نگری اور وہ مخالفین جو اسلامی تمدن کے احیاء کے لئے مشکلات اور خطرات ایجاد کرتے ہیں۔ محرر کے عقیدہ کے مطابق اسلامی تمدن کے احیاء کے سلسلے میں امام خمینیؒ اور رہبر معظم کی توضیحات اور وہ عملی راستے جو اس سلسلے میں انہوں نے پیش کیا ہے، ان حضرات کے نزدیک تمدن کے تہذیبی و نظری مفہوم کا نتیجہ ہے۔

حضرت علی(ع) نے اسلامی حکومت کے اصلی نسخہ کو دنیا والوں کے سامنے پیش کیا اور کئی صدیوں کے گذر جانے کے بعد دور حاضر میں ایران کے اسلامی انقلاب کی کامیابی سے آخرکار اسلامی حکومت کا خواب پورا ہوا۔ اس سیاسی اور سماجی واقعہ نے نہ صرف ایرانی معاشرہ کو نئے راستے پر کھڑا کردیا بلکہ دوسرے اسلامی

معاشروں اور قوموں کے سامنے بھی نیا دریچہ وا کر دیا جس کے سبب دور حاضر میں اسلامی حکومت کے قیام کے لئے اسلامی ممالک میں کوششیں تیز ہو گئی ہیں۔ ایک ایسی حکومت جس میں تمام مسلمان شریک ہوں اور اسلامی قوانین نافذ ہوں۔

اسلامی تمدن کی تشکیل کے سلسلہ میں رہبر معظم کی مکرر تاکید خصوصاً ماضی قریب کے دس سالوں میں، اسلامی تمدن کے احیاء کی ضرورت کو روشن کر رہا ہے۔ اس ضرورت پر دو اعتبار سے تحقیقی نظر ڈالی جا سکتی ہے۔ پہلا، دنیائے اسلام کے داخلی مسائل کے اعتبار سے۔ ترقی یافتہ تمدن سے استفادہ کرنے کے لئے امت مسلمہ کے لئے ضروری ہے کہ نئے اسلامی تمدن کے مختلف پہلوؤں کی وضاحت کرے۔

دوسرا، دنیائے اسلام کے بیرونی مسائل کے اعتبار سے۔ غرب کا مادی تمدن جو اسلامی تمدن کا اصلی رقیب ہے، اس سے مقابلہ کے لئے ضرورت ہے کہ اپنے مقصد کے بارے میں زیادہ سے زیادہ معلومات حاصل کریں، لہٰذا اس تحقیقی تحریر میں ہم اس سوال کا جواب دینے کی کوشش کر رہے ہیں کہ ایران کے اسلامی انقلاب کے رہبروں کی نظر میں اسلامی تمدن کو زندہ کرنے کے کیا کیا طریقے ہیں۔

اسلامی تمدن

اکثر محققین جنہوں نے اسلامی تمدن کے بارے میں قلم فرسائی کی ہے وہ اس مقولہ کی دو تعریف کرتے ہیں: اول، وہ تعریف جو صدر اسلام سے لے کر دور حاضر تک کے اسلامی تمدن کی تاریخ میں تحول و دگرگونی کے مراحل کو بیان کرتی ہے۔ اس قسم کی تعریف اسلامی تمدن کے مصادیق اور اس کے حقائق کو نظر میں رکھتے ہوئے ایک تاریخی تجربہ کے عنوان سے بیان ہوتی ہے۔ دوم، وہ تعریف جو اسلامی تمدن کو ایک علمی اصطلاح تسلیم کرتی ہے اور اس مفہوم کے نظریاتی پہلوؤں پر محققانہ نظر ڈالتی ہے اور اس کے معیار و انتزاع کو بیان کرتی ہے۔ ہم بھی اس تحقیق میں اسی قسم کی تعریف کو بیان کرنے کی کوشش میں ہیں اور اسلامی تمدن کو ایک تاریخی تجربہ کے عنوان سے تجزیہ کرنے کو تمدن کے بارے میں کی جانے والی دوسری تحقیقات پر چھوڑ رہے ہیں۔

اسلامی تمدن کی اصطلاح اس بات کی نشاندہی کر رہی ہے کہ جو چیز میرے مطالعہ کے دائرے میں آتی ہے وہ دو چیزیں ہیں ایک تمدن اور دوسرے اسلامی۔ مطالعہ کا موضوع تمدن ہے، یعنی ایک ایسا عظیم معاشرتی

نظام جس کے دو اساسی رکن ہیں: معین جہان بینی اور مشخص تاریخی نظام۔ اسلامی تہذیب بھی دوسری تہذیبوں کی طرح ایک معین جہان بینی پر مبنی ہے جو اپنے زیر نظر کام کرنے والے تمام نظام کو شکل وصورت عطا کرتی ہے اور ان کا حد و مرز معین کرتی ہے۔ ایسی عظیم عقلانیت اور بنا کہ زیر نظر کام کرنے والے دوسرے نظام کی صورت و سیرت اسی سے متاثر ہے اور ایک ایسا تاریخی نظام جو ہر دور کے سیاسی و معاشرتی شرائط کے پیش نظر دوسرے ادوار سے مختلف ہوگا۔

اسی طرح ہمارے مطالعہ کا موضوع اسلامی ہے۔ وہ اسلام جو آخری دین کے عنوان سے انسان کی زندگی کے تمام مراحل چاہے وہ فردی ہوں یا اجتماعی سب کو نظر میں رکھتا ہے۔ ایسا دین جس کی تعلیمات کتاب و سنت کے احکامات کا ماحصل ہے۔ ایسی کتاب جو وحی الہی اور سنت پر مبنی اور پیغمبر اکرم (ص) کی یادگار ہے۔

امام خمینی اور احیائے تمدن اسلامی

امام خمینی اسلامی تمدن کے مقولے کی تحقیق کے بارے میں اکثر اسلامی تمدن کی گذشتہ تاریخ کو سند کے طور پر پیش کرتے ہیں اور تمدن کو عملی جامہ پہنانے میں صدر اسلام کے مسلمانوں کے پچاس سالہ تجربہ کو نمونہ قرار دیتے ہیں۔ آپ دور حاضر میں دوسری قوموں سے مسلمانوں کے پیچھے رہ جانے کو صدر اسلام کے مسلمانوں کے تمدن سے دوری اختیار کرنے کا نتیجہ قرار دیتے ہیں اور پوری امت مسلمہ کو حقیقی اسلامی تمدن کو زندہ کرنے کی دعوت دیتے ہیں۔ ایران کے اسلامی انقلاب کے بانی کے تمام تمدنی نظریات کی بنا تہذیب ہے۔ امام خمینی اسلام کے گذشتہ تمدن کی تحقیق میں بجائے اس کے کہ اس تمدن کے عینی وجوہات اور اس کے معاشرتی نظام کی جانب توجہ دیں، اس تمدن کے عقلانی وجوہات اور مسلمانوں کی تہذیب کی جانب زیادہ توجہ دیتے ہیں، یہاں تک کہ کہا جاسکتا ہے کہ امام خمینی رہ کی نظر میں تمدن یعنی تہذیب۔ ہم نے امام خمینی کی نظر میں اسلامی تمدن کے معنی و مفہوم کے بارے میں مختصر بحث و گفتگو کی اور اب اسلامی تمدن کو زندہ کرنے کے بارے میں ان کے نظریات پر محققانہ گفتگو کی جائے گی۔

جدید اسلامی تمدن کے تحقق کے عملی راستے

ہم یہاں پر عظیم اسلامی انقلاب کے بانی امام خمینی رہ کے نظریات کے مطابق جدید اسلامی تمدن کے تحقق کے عملی راستوں کو بیان کریں گے۔ اس حصے کے مطالعہ کے وقت شاید یہ سوال ذہن میں آئے کہ اس طرح کے

نظریات و گفتگو عام ہیں اور انہیں تمدنی مباحث پر محیط نہیں سمجھا جاسکتا۔

یہ یاد آوری ابھی ضروری ہے کہ مصنف کی نظر میں جدید اسلامی تمدن کے وجود میں آنے کے چند مرحلے اور بہت سے مقدمات ہیں جن کا آغاز ظالم حکومتوں کے خلاف قیام کرنے سے ہوتا ہے اور حکومت کو وجود میں لانے نیز اسلامی معاشرہ کی تشکیل تک جاری رہتا ہے اور اس طرح تمدن کی سطح تک پہنچ جاتا ہے یعنی اسلامی تمدن کی ایک عام تعریف اور اس کا محقق ہونا مورد نظر ہے، لہٰذا امام خمینی یا رہبر انقلاب کے دستورات کا وہ حصہ جو کہ ان مراحل کے بارے میں ہو میری نظر میں موضوع سے مرتبط ہے۔

الف: امت مسلمہ کی وحدت کو محفوظ رکھنا

ایران کی اسلامی اور جمہوری حکومت کے عہدہ داروں مخصوصاً اسلامی انقلاب کے بانی کی نگاہ میں امت مسلمہ کے درمیان ہمدلی اور وحدت کو محفوظ رکھنا اسلام کے عظیم مقاصد کو عملی جامہ پہنانے کا اہم ترین و موثرترین ذریعہ ہے اور اسلامی تمدن کو زندہ کرنا بھی انہیں عظیم مقاصد میں سے ایک ہے۔ اسلامی انقلاب کی رہبری کرنے والی شخصیات صرف امت مسلمہ کو اتحاد کی دعوت دینے والی نہیں ہیں بلکہ خود پوری امت مسلمہ کو ایک ایسا پیکر واحد سمجھتی ہیں جو اسلام اور قرآن کریم کے محور پر ایک دوسرے سے متصل ہیں۔

امام خمینیؒ تاکید کرتے ہیں کہ تمام مسلمین اگر اسلام کے احکام پر عمل کریں تو میری نظر میں وہ سب عزیز ہیں۔ ہم پوری امت مسلمہ کو جس جگہ بھی ہوں عزیز رکھتے ہیں اور ان سے محبت کرتے ہیں۔ اسی کے ساتھ ساتھ یہ تصریح بھی کرتے ہیں کہ ایک مسلمان کا ہاتھ دوسرے مسلمان کے ہاتھ میں ہو آپس میں اتحاد کو قائم رکھیں کیوں کہ سب کہ سب مسلمان ہیں لہٰذا قرآن پر بھروسہ رکھیں اس لئے کہ اگر مسلمان متحد ہو جائیں تو کوئی ان کی کثیر تعداد کے مقابلے میں کھڑا نہیں ہو سکتا اور اسی اتحاد کی صورت میں دشمن ہمارا کچھ بھی بگاڑ نہیں سکتا اور کوئی بھی غلطی کرنے سے پرہیز کرے گا۔

ب: اسلامی معاشروں کی تہذیب کی اصلاح

اسلامی انقلاب کے بانی کی نظر میں امت مسلمہ کے حالات میں اصلاح کا بہترین عملی راستہ یہ ہے کہ اسلامی معاشروں کی تہذیب کی اصلاح ہو۔ امام خمینیؒ کا عقیدہ یہ ہے کہ اگر تہذیب کی اصلاح ہو جائے تو ایک

حکومت کی اصلاح ہو جاتی ہے اس لئے کہ تہذیب ہی کی وجہ سے ایک وزیر کو وزارت ملتی ہے، تہذیب ہی کی بنا پر ایک انسان کو پارلیمنٹ میں جگہ ملتی ہے خلاصہ یہ کہ جتنے بھی حکومتی منصب ہیں وہ سب کے سب تہذیب سے متاثر ہیں۔ قابل ذکر ہے کہ ایسی تہذیب کی اہم خصوصیت یہ ہے کہ وہ دوسری تہذیبوں کے مقابلے میں مستقل ہوتی ہے لیکن تہذیب کی اصلاح کے لئے بھی کچھ چیزوں کا انجام دینا ضروری ہے اور معاشرے کی اسلامی تربیت ان ضروری چیزوں میں سے ایک اہم چیز ہے اس لئے کہ اگر معاشرہ مسلمان ہو جائے تو برائیوں کو روک سکتا ہے اور ان سے لڑ سکتا ہے۔ دوسری تہذیبوں کے مقابلے میں شکست ناپذیر تہذیب اپنے محتوا کی وجہ سے استقلال کی خاصیت سے مستفیض ہوتی ہے۔

ج: خدا کی ذات پر ایمان

وہ مطلوب تہذیب جس کے ذریعہ اسلامی تہذیب کا احیاء ہوتا ہے اس کے عناصر میں سے ایک عنصر خدا کی ذات پر ایمان رکھنا ہے۔ امام خمینیؒ اسلامی انقلاب کی جانب اٹھائے جانے والے ایرانی عوام کے قدم کو الہی اور اسلامی تحریک کا نمونہ قرار دیتے ہیں کیونکہ مادی امکانات کی کمی کے باوجود، دشمنوں پر غلبہ خداوند عالم کی ذات پر ایمان رکھنے کی وجہ سے ممکن ہوا۔ خدا کی ذات پر ایمان اور اسلام نے ایرانیوں کو ایسی طاقت و قوت عطا کی کہ انہوں نے خالی ہاتھوں سے دشمن کی توپوں اور ٹینکوں کو شکست دی اور ان کے شیش محلوں کو منہدم کر دیا۔ اس بارے میں امام خمینیؒ مختلف دینی نشستوں کے انعقاد کو بالخصوص معاشرہ کے جوانوں کے لئے مفید اور ضروری جانتے ہیں، ایسی نشستیں جن میں دین کی طرف دعوت دی جائے اور دور حاضر کے مصالح و مفاسد بیان کئے جائیں۔

د: اسلامی ممالک کی مشترکہ دفاعی فوج کا قیام

امام خمینی کی نظر میں جدید اسلامی تہذیب کے تحقق کے لئے اسلامی ممالک کی مشترکہ دفاعی فوج کا قیام بہت اہم ہے۔ امام خمینیؒ کا عقیدہ ہے کہ اسلامی ممالک مسلمانوں کی پشت پناہی کے ذریعہ ایک ایسی دفاعی فوج کا ذخیرہ کر سکتے ہیں جو دس کروڑ فوجیوں پر مشتمل ہو اور وہ سب کے سب تعلیم یافتہ بھی ہوں اور اسی طرح ایک ایسی فوج جو کروڑوں پر مشتمل ہو اور سب کے سب اسلام کے پرچم تلے جمع ہوں تاکہ دنیا کی سب سے بڑی طاقت بن سکیں۔ امام خمینیؒ کو یہ امید ہے کہ اسلامی حکومتیں مذہب، قوم اور زبان سے صرف نظر

کرتے ہوئے صرف اسلام کے پرچم تلے آکر اس بارے میں سوچیں تاکہ استکباری طاقتوں کے سامنے ذلت کے ساتھ سر جھکانے سے نجات پائیں اور آزادی و استقلال کی شیرینی کو محسوس کریں۔

جدید اسلامی تہذیب کے تحقق کی ضرورت

اسلامی ممالک کی تہذیبی حالت ان علامتوں میں سے ایک علامت ہے جو جدید اسلامی تہذیب کو زندہ کرنے کی کوشش کو ضروری بتاتی ہے۔ دور حاضر کے اکثر اسلامی ممالک کے تہذیبی حالات کو انقلاب اسلامی سے پہلے ایران کے تہذیبی حالات سے مشابہ تصور کیا جاسکتا ہے۔ امام خمینیؒ کی نظر میں ایران کی تہذیب انقلاب اسلامی سے پہلے مکمل طور پر استکبار سے متاثر تھی اور ریڈیو، ٹی وی، میگزین اور دوسرے مواصلاتی ذرائع استکباری طاقتوں کی حمایت کی وجہ سے شہوت و بے حیائی کو رواج دے رہے تھے تاکہ جوانوں کے افکار کو مسموم کریں اور ان کے مقابلے کی قوت کو ان سے چھین لیں۔ امام خمینیؒ اس حالت کو وابستہ تہذیب سے تعبیر کرتے ہیں۔ ان حالات میں مستکبرین کوشش کرتے ہیں کی تہذیب جیسی کسی چیز کو اسلامی ممالک میں رائج کریں تاکہ لوگ اعتراض نہ کریں۔ وہ الفاظ کا استعمال کرتے ہیں لیکن بغیر محتوا اور معنی کے۔

اسلامی معاشرہ میں ظلم و جور کی حاکمیت سے مقابلہ کرنا بھی ان چیزوں میں سے ہے جو جدید اسلامی تہذیب کے لئے تلاش و کوشش کو ضروری قرار دیتے ہیں۔ اسلامی انقلاب کے بانی اس بات کی تصریح کرتے ہیں کہ اگر امت مسلمہ ظالم حکومتوں کو برکنار کر سکتی ہے تو اسے ایسا کرنا چاہئے لیکن اگر ایسا کرنے پر قادر نہیں ہے تو ان ستمگروں کی حکومت سے رضایت کا اظہار کرنا ظلم پر راضی ہونا ہے اور لوگوں کے اموال کو غارت کرنا ہے جب کہ کسی مسلمان کو یہ حق نہیں ہے کہ ظالم حکومت سے راضی رہے، لہٰذا یہ ہم سب کی ذمہ داری ہے کہ اپنی اپنی قوت و طاقت کے مطابق ایسی حکومتوں سے جو قانون و شریعت کے خلاف عمل کرتی ہیں مقابلہ کریں۔

امام خمینیؒ ظالم حکمرانوں کی خصوصیت کو بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ اسلامی حکومتیں چاہے اسلامی ملک کے بادشاہ ہوں یا وزیر اعظم یا صدر مملکت سب کے سب عالمی استکبار کے تحت تاثیر ہوتے ہیں جو اسلامی دیانت داری کے مقاصد سے غافل ہیں اور انہیں اسلامی مسائل کا علم بھی نہیں ہے۔ یہ لوگ چونکہ استکبار کے سامنے سر تسلیم خم کر چکے ہوتے ہیں لہٰذا بشریت کے لئے اسلام کے فوائد سے آگاہ نہیں ہو سکتے۔

جدید اسلامی تہذیب کے تحقق کا مستقبل

اسلامی بیداری اور احیائے تمدن اسلامی کا ایک اہم مقصد آج کے مستکبرین اور ماضی کی استعماری طاقتوں سے مسلمانوں کو نجات دلانا ہے۔ امام خمینیؒ اس بارے میں تصریح کے ساتھ فرماتے ہیں: "ہمیں مستقل رہنا ہے، ہم اپنی حکومت کو اپنے ہی لوگوں کے ذریعہ چلانا چاہتے ہیں، ہم دوسروں کے زیر اثر کام کرنا نہیں چاہتے، حکومت ہمارا سرمایہ ہے ہم نہیں چاہتے کہ دوسرے لوگ ہماری حکومت میں مداخلت کریں"۔

اسلامی بیداری کا دوسرا اہم مقصد مسلمان معاشروں میں اسلامی حکومت کو قائم کرنا ہے۔ امام خمینیؒ کی نظر میں اس طرح کی حکومتوں کی کچھ خصوصیات ہیں جیسے عدالت پر مبنی ہونا اور عوامی ہونا وغیرہ۔ مثال کے طور پر ایرانیوں کے ذریعہ لائے ہوئے انقلاب کی صفت بیان کرتے ہوئے آپ اس بات پر تاکید کرتے ہیں کہ عوام الناس ایک ایسی حکومت چاہتے ہیں جس میں اسلامی عدالت حکم فرما ہو، جو لوگوں کے درد کو سمجھے اور ان کا علاج کر سکے۔

امام خمینیؒ اسلامی بیداری کے دیگر مقاصد کی تشریح کرتے ہوئے فرماتے ہیں: عوام الناس کو مادی آسایش کے ساتھ ساتھ معنوی آسایش بھی فراہم ہونا چاہیے اور ان دونوں کو ساتھ ساتھ ہونا چاہیے۔ ہم چاہتے ہیں کہ مسلمانوں کی معنوی زندگی بھی آسایش سے بھری ہو، ایسا نہیں ہونا چاہیے کہ اسلامی بیداری کا مقصد صرف لوگوں کے لئے گھر بنانا ہو یا پانی اور لائٹ مفت کر دی جائے یا سفر کو آسان بنا دیا جائے بلکہ ہمارا مقصد یہ ہے کہ ہماری معنوی زندگی باعظمت ہو اور ہم انسانیت کے مقام تک پہنچ سکیں۔

جدید اسلامی تہذیب کے تحقق کے مخالفین

اسلامی تہذیب کی طینت اور خمیر میں استعماری طاقتوں کی مخالفت پائی جاتی ہے لہٰذا ایسی تہذیب کو زندہ کرنے کی راہ میں ہمیشہ دشمنوں کے مکر وفریب اور خود باختہ اسلامی حکومتوں کی خیانتوں کا سامنا ہوتا رہا ہے اور اسی بنیاد پر اسلامی انقلاب کے بانی کی نظر میں دشمن شناسی جیسا مقولہ قابل ذکر ہے۔ امام خمینیؒ کا یہ عقیدہ ہے کہ دشمنوں نے قدیم زمانے سے ہی امت مسلمہ کے خلاف اپنی دشمنی کا آغاز کر دیا ہے اور اس دشمنی کا مقصد بھی دین اسلام سے مقابلہ کرنے کے سوا کچھ نہیں ہے۔ آپ استعماری طاقتوں کی کوششوں کی جانب اشارہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ ابتدا میں پیغمبر اکرم (ص) کی شخصیت کو مسلمانوں کے ذہن میں

مخدوش کرنا چاہتے تھے اور پھر اسلامی احکام کا رخ کیا اور کوشش کی کہ اسے گذشتہ تاریخ کا احکام قرار دیں جو کہ ایک ہزار سال پرانا ہے اور اس ترقی یافتہ دور کے نئے مسائل کا جواب نہیں پیش کر سکتا ہے۔ خلاصہ یہ کہ اسلام کو قدامت پرستی کا دین اور اسلاف کا دین قرار دیا۔

امام خمینی نے ہمیشہ اس بات کی تاکید کی ہے کہ زہریلی تبلیغات کا پہلا مقصد اسلامی ممالک کے جوان ہیں۔ مغربی ممالک اسلام کے خلاف اپنی تبلیغات کے ذریعہ جوانوں کو فریب دینے اور انہیں یہ یقین دلانے کی کوشش کرتے ہیں کہ تم لوگوں کی ہر بدبختی کا ذمہ دار اسلام ہے۔ امام خمینی کی نظر میں دشمنوں کے مقابلہ میں خود باختہ اسلامی حکومتوں اور غفلت کے سبب اس زہریلی تبلیغات کے لئے استکبار کا ہاتھ کھلا ہوا ہے۔

احیائے تمدن اسلامی کا سب سے بڑا دشمن خود مسلمانوں کی غفلت ہے۔ امام خمینیؒ کی نظر میں اسلام کے سیاسی اور معاشرتی مسائل سے غفلت ان تمام مصیبتوں کی وجہ ہے جو صدیوں پہلے سے اب تک مسلمانوں کے سر پر آئی ہے خصوصاً اس آخری ایک دو صدیوں میں جب اجنبی ملکوں کے ہاتھ اسلامی ممالک کی جانب بڑھے ہیں اور ان کے خداداد ذخیروں کو نابود کر دیا ہے۔

امام خمینیؒ کی نظر میں اسلام کے سیاسی اور معاشرتی پہلوؤں سے غفلت، استعماری طاقتوں اور مغربی و مشرقی جاسوسوں کی کوششوں کا نتیجہ ہے جنھوں نے انفرادی اسلام کو مسلمانوں کے کمزور طبقہ سے تعلق رکھنے والے افراد کے ذہن میں بھر دیا اور اس کوشش میں اتنے آگے نکل گئے کہ اکثر علمائے اسلام نے یہ گمان کیا اور اب بھی یہ گمان کر رہے ہے کہ اسلام کا سیاست سے کوئی تعلق نہیں ہے اور مسلمانوں کو سیاست میں دخل نہیں دینا چاہیے۔ مسلمانوں کے امتیازی پہلوؤں جیسے مذہب، نسل، زبان وغیرہ پر تاکید کرنا ان امور میں سے ہے جنہیں عالمی طاقتیں مسلمانوں کے خلاف استعمال کر رہی ہیں۔ امام خمینیؒ کی نظر میں وہ چیز جس نے اسلامی حکومتوں کو بے چارہ بنا دیا ہے اور قرآن کریم کے سایہ سے دور کر دیا ہے وہ نسل پرستی ہے۔ امام خمینی فرماتے ہیں کی یہ نسل پرستی بچگانہ مسالہ ہے اور ایسا معلوم ہو رہا ہے کی اسلامی حکومتوں کے سربراہوں کے ساتھ بچوں جیسا کھیل کھیلا جا رہا ہے، ترک و فارس کوئی چیز نہیں ہے، عرب و عجم کوئی مسالہ نہیں ہے، مرکزی نقطہ اسلام ہے اور نسل پرستی ایک توہم ہے۔

آیت اللہ العظمیٰ خامنہ ای اور اسلامی تمدن کا احیاء

اس حصہ میں موجودہ اسلامی جمہوریہ حکومت کے رہنما حضرت آیت اللہ العظمیٰ سید علی خامنہ ای کے نظریات پر تحقیقی نظر ڈالیں گے، چوں کہ اسلامی جمہوریہ حکومت نے اپنے بیس سال سے زیادہ کی عمر آیت العظمیٰ خامنہ ای کی رہنمائی میں گذاری ہے لہٰذا اسلامی انقلاب کا مقولہ مکمل طور پر ان کے نظریات سے متاثر ہے۔ انقلاب کے مفاہیم کے درمیان جس مفہوم کو انہوں نے زیادہ مورد توجہ قرار دیا ہے وہ مقولہ جدید اسلامی تہذیب ہے جو انقلاب کے ابتدائی دور ہی سے ان کی توجہ کا مرکز تھا لیکن سنہ ۱۳۸۱ ہ.ش کے آغاز سے اس سلسلہ میں اور زیادہ تاکید کرنے لگے۔ یہ مسالہ جہاں ایک طرف اس بات کی جانب اشارہ کر رہا ہے کہ انہیں اسلامی حکومت کے مستقبل کے بارے میں کتنی فکر لاحق ہے جو ان کے تہذیبی نظریات کے شکل میں ظاہر ہوتی ہے، دوسری طرف اسلامی تہذیبی حلقوں میں محققین کو مزید کوشش کی طرف اکساتی ہے۔ ہمارا یہ ماننا ہے کے اسلامی تہذیب کے موضوع کی تحقیق رہبر معظم کے نظریات کی طرف رجوع نہ کرنے کی صورت میں ناقص و نا تمام رہ جائے گی۔

رہبر معظم نے ہمیشہ یہ تاکید کی ہے کہ اسلامی انقلاب اور ایران کے عوام کا مقصد ایک جدید اسلامی تمدن کی ایجاد تھا، اسلامی تمدن یعنی چو طرفہ پیشرفت (مقام معظم رہبری ۹۱/۷/۲۳) جسے ایک بڑی تقسیم بندی میں فکری و عملی دو حصوں میں تقسیم کرتے ہیں۔ رہبر معظم کا عقیدہ ہے کہ تمام تہذیبوں کا حقیقی جاذبہ ان کا عملی حصہ ہے اور یہ جاذبہ کچھ ایسے چھوٹے چھوٹے عناصر سے مل کر وجود میں آتا ہے جس سے مہذب معاشرہ کو حقیقی زندگی عطا ہوتی ہے۔ انہوں نے اس کا نام زندگی کا طریقہ رکھا ہے۔ طریقہ زندگی لفظ تہذیب کا دوسرا نام ہے اور رہبر معظم کی نگاہ میں یہ حصہ ہمارے تعلقات اور برتاؤ کے ان تمام نمونوں پر محیط ہے جو ہمارے مختلف اجتماعی حلقوں میں آتے ہیں چاہے وہ خاندانی حلقہ ہو یا سیاسی یا احبابی یا معاشرتی یا اقتصادی وغیرہ۔ (مقام معظم رہبری ۹۱/۷/۲۳) رہبر معظم کی نگاہ میں ہر تمدن کا اساسی عنصر تہذیب ہے جس میں اسلامی تمدن بھی شامل ہے اس لئے کہ تہذیب ہی وہ چیز ہے جو سارے تمدنی نظام کے رابطوں کو وجود میں لاتی ہے، تہذیب ہی اقدار کو معین کرتی ہے اور ایک نظام کو دوسرے محدود نظاموں کے مقابلے میں رکھ کر اس کا رتبہ معین کرتی ہے۔

رہبر معظم کی نظر میں اس بات میں کسی قسم کا کوئی شک و شبہ نہیں ہے کہ اسلام اپنی فطری طاقت اور رسوخ کی وجہ سے عالمی حکمرانی کے تخت پر بیٹھے گا اور اپنی روشنی کو ان تاریکیوں کی گہرائیوں تک پہنچائے گا جس میں پوری بشریت گرفتار ہے اور حملہ آور طاقتوں کو پیچھے ہٹنے پر مجبور کرے گا اور آخر کار سربلند اور کامیاب جلوہ گری کرے گا[۱]۔ اس مقدمہ کے ساتھ ہم یہاں پر جدید اسلامی تمدن کے بارے میں رہبر معظم کے نظریات کو بیان کریں گے۔

جدید اسلامی تہذیب کے عملی ہونے کے راستے

اس حصے میں ہم جدید اسلامی تہذیب کی تشکیل کے عملی راستوں کے بارے میں آیت اللہ خامنہ ای کے نظریات کو بیان کریں گے۔

الف: اپنی قومی طاقت وصلاحیت پر یقین رکھنا

رہبر معظم کی نظر میں جدید اسلامی تمدن کو وجود میں لانے کے لئے اہم اور بنیادی عملی راستوں میں سے ایک راستہ مسلمانوں کی قومی صلاحیتوں پر مکمل یقین کرنا ہے۔ یہ ایسا نکتہ ہے کہ جس پر رہبر معظم نے کئی بار تاکید کی ہے۔ انہوں نے ہمیشہ تاکید کی ہے کہ کچھ کر سکنے کا جذبہ جو جوانوں کی روح میں رواں دواں ہے اسے نابود نہ ہونے دیں بلکہ حکومتی عہدوں پر فائز افراد بھی چاہے اپنے بیانوں میں چاہے اپنے رفتار و کردار کے ذریعہ اس کر سکنے کے جذبہ پر تاکید کریں کیونکہ ہم اسلامی تمدن کو قائم کر سکتے ہیں۔(مقام معظم رہبری، ۹۲/۹/۱۹)

ب: معاشرے کو دین کی حقیقی تصویر دکھانا

دشمنوں نے ہمیشہ سے اجتماعی دین اسلام کو انفرادی دین کی صورت میں پیش کرنے کی کوشش کی ہے لہٰذا اسلامی تمدن کی حفاظت کرنے والوں کا ایک اہم فرض معاشرے کو حقیقی دین کی تصویر دکھانا ہے۔

رہبر معظم اس بارے میں تاکید کے ساتھ فرماتے ہیں کہ ہمیں چاہیے کہ لوگوں کو یہ سمجھائیں کہ یہ مہمل و بیکار و بے خاصیت چیز دین نہیں ہے، یہ بے محتوا ظواہر وہ نہیں ہے جسے پیغمبر اسلام (ص) نے آخری اور

۱۔ سید قطب، سید علی خامنہ ای، آیندہ در قلمرو اسلام، ص ۲۔

کامل آسمانی نظام کے عنوان سے دنیا کے سامنے پیش کیا تھا۔ بعض دینی واجبات کو انجام دینا وہ بھی بطور ناقص ہمارے جذبہ دین طلبی کے لئے کافی نہ ہو جائے اور ہمیں دین کے راستہ کی جستجو سے روک نہ دے۔ ہمیں چاہیے کہ لوگوں کو یہ یقین دلائیں کہ ہمارے دین کو اٹھالے گئے ہیں۔ ہمیں چاہئے کہ دین کی حفاظت کا فرض انہیں یاد دلائیں اور یہ ثابت کریں کہ یہ فرض آج تمام مسلمانوں کی توجہ کا طالب ہے اور یہ وہی عظیم الٰہی پیغمبروں کی رسالت ہے جس کی تاریخ زندگی کو ہم نے پڑھا ہے[1]۔

اس مقام پر ضروری معلوم ہوتا ہے کہ اسلامی معاشروں میں تہذیب جیسے مقولہ کی اہمیت کی جانب اشارہ کریں۔ رہبر معظم صراحت کے ساتھ بیان کرتے ہیں کہ مستکبرین کے مقابلہ میں امت مسلمہ کی مقاومت کی بنیاد اور انشاء اللہ ان کی کامیابی، اسلامی اور انقلابی تہذیب کی حفاظت کے ذریعہ ہوگی لہٰذا ضروری ہے کہ وہ پودے جو اسلامی تہذیب کے میدان میں آگے ہیں ان کی تقویت کی جائے۔ (مقام معظم رہبری، ۹۲/۱۲/۲۰)

ج: فکری استقلال اور اسلامی منابع کی طرف رجوع کرنا

رہبر معظم کا ماننا ہے کہ اسلامی معاشروں کی سماجی مشکلات جیسے خواتین سے متعلق پریشانیاں وغیرہ کو حل کرنے کے لئے چند شرطوں کی رعایت ضروری ہے۔ آپ نے معاشرے کے دانشوروں کو مخاطب کرتے ہوئے اس بات کی تصریح فرمائی ہے کہ پہلی شرط یہ ہے کہ آپ لوگ مغربی افکار کو اپنے ذہن سے نکال دیں، ایسے افکار جو غلط ہیں، نئے نظر آنے والے افکار جو دیکھنے میں اچھے لگتے ہیں لیکن ان کا باطن خباثت سے پر ہے۔ اس سلسلے کی دوسری ضروری چیز اسلامی متون کی طرف رجوع کرنا ہے۔ ہمیں چاہیے کہ کتاب خدا، پیغمبر (ص) کی سنت واحادیث، دعاؤں اور کلمات و رفتار ائمہ علیہم السلام سے اساسی اصول ومبانی کا استخراج کریں اور اجتماعی مسائل کی جمع آوری میں حقیقتاً اصلی مسائل کی طرف توجہ دیں نہ کہ فرعی مسائل کی طرف۔ (مقام معظم رہبری ۹۳/۱/۳۰)

۱۔ سید قطب، سید علی خامنہ ای، آیندہ در قلمرو اسلام، ص ۵-۶۔

د: امت مسلمہ کی وحدت کو حفظ کرنا

دوسرے مسلمان متفکرین کی طرح رہبر معظم بھی اسلامی تحریکوں کے مقاصد کے فروغ میں امت مسلمہ کی وحدت کو بہت اہم مانتے ہیں۔ معظم لہ تاکید کرتے ہیں کہ امت مسلمہ کے اتحاد کو برقرار رکھنا دور حاضر کے تمام مسلمانوں کا اہم فرض ہے۔ آپ اہل سنت اور اہل تشیع کے درمیان پائی جانے والی بدبینی اور غلط فہمیوں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے اسے اسلامی اتحاد کے لئے عظیم خطرہ قرار دیتے ہیں اور تاکید کرتے ہیں کہ اسے ختم کرنا سب کا فرض ہے اور قومی خصوصیات کو اجاگر کرنا اور قوم پرستی کو ہوا دینا معظم لہ کی نظر میں آگ کے ساتھ کھیلنے کے برابر ہے۔ (مقام معظم رہبری، ۹۲/۱۲/۲۰)

ہ: دائمی مجاہدت

معظم لہ کا عقیدہ ہے کہ اگر قوموں کے دانشور اور پڑھے لکھے حضرات چاہے وہ سیاسی میدان کے ہوں یا علمی و دینی میدان کے، اپنے فرائض کو صحیح طریقہ سے انجام دیں تو دنیائے اسلام کا مستقبل جو آج بیداری کا احساس کر رہا ہے ایک مطلوب مستقبل ہوگا۔ (مقام معظم رہبری، ۹۲/۱۲/۱۵)

اسی بنا پر معظم لہ مجاہدت اور سعی و کوشش پر خصوصی تاکید کرتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ دائمی مجاہدت سب کی ضرورت ہے۔ ہر ترقی اور ہر تمدن سازی دائمی مجاہدت کی برکت سے ہوئی ہے۔ دائمی مجاہدت بھی صرف زحمت اٹھانے اور تکلیفیں برداشت کرنے کا نام نہیں ہے، مجاہدت شوق پیدا کرنے والی چیز ہے، مجاہدت خوشی اور نشاط پیدا کرتی ہے۔ آج جب کہ اس مجاہدت کی ضرورت ہے اگر کوئی سستی، کاہلی اور گوشہ نشینی کی دعوت دے تو یہ کفران نعمت الٰہی ہے۔ (مقام معظم رہبری، ۹۲/۳/۱۷)

و: اسلام کے عملی اخلاق کے تحقق کی کوشش

رہبر معظم ہمیشہ اس بات کو صراحت کے ساتھ بیان کرتے ہیں کہ اسلام کے اخلاقی مسائل اور اسلامی زندگی کے آداب میں وہ تمام چیزیں موجود ہیں جن کی ہمیں ضرورت ہے۔ ہمیں چاہیے کہ ان مسائل کو اپنی بحث و تحقیق کا محور قرار دیں۔ ہم لوگوں نے اسلامی حقوق اور اسلامی فقہ پر بہت کام کیا ہے اور اب ہمیں چاہیے کہ اسلامی اخلاق اور اسلام کی عقل عملی کے بارے میں بھی ایک وسیع اور باکیفیت کام انجام دیں۔ مدارس دینی، دانشوروں، محققین اور اہل نظر اور ہمارے علمی مراکز کی ذمہ داری ہے کہ اسلامی اخلاق کو اپنی

کارگذاریوں کا منبع اور محور قرار دیں، اسے اپنی درسگاہوں میں جگہ دیں، اسی چیز کی ہمیں آج ضرورت ہے اور ہمیں چاہیے کہ اس کے لیے جد وجہد کریں۔

ز: تقلید سے پرہیز کرنا

دوسرا نکتہ جو یہاں پر ذکر کیا جارہا ہے وہ یہ ہے کہ جدید اسلامی تمدن کے اس حصہ کو وجود میں لانے کے لئے تقلید سے پرہیز کرنا نہایت ضروری ہے۔ان لوگوں کی تقلید نہیں کرنی چاہئے جو اپنی زندگی گزارنے کے طریقہ کو دوسروں پر تحمیل کرتے ہیں۔ عصر حاضر میں اس زبردستی اور تحمیل کا واحد مظہر مغربی تمدن ہے۔ہم اس بات کو مغرب سے دشمنی یا جنگ کی بنا پر نہیں کہہ رہے ہیں۔ یہ بات تحققیات کا نتیجہ ہے۔ بعض لوگ جیسے ہی مغرب کا نام یا مغربی تمدن یا مغربی طریقہ کار یا مغرب کی دھوکہ بازی یا مغرب کی دشمنی کی بحث آتی ہے تو اسے مغرب ستیزی پر حمل کرتے ہیں جب کہ ایسا نہیں ہے۔ سب کو یہ محسوس کرنا چاہیے کی جدید اسلامی تمدن کے ایجاد کی ذمہ داری ان کے کاندھوں پر ہے اور اس کام کے حدود و قوانین میں سے ایک یہ ہے کہ مغربی تمدن کا مقابلہ کیا جائے لیکن اس طرح کہ ان کی تقلید نہ ہونے پائے۔(مقام معظم رہبری ۱۹/۷/۲۳)

ح: خدا پر ایمان اسلامی تمدن سازی کی سب سے اہم ضرورت

رہبر معظم کی نظر میں اسلامی تہذیب کو زندہ کرنے کے عملی راستوں میں سے ایک اور راستہ وہ ہے جس کے دو رکن ہیں۔ خدا اور عوام۔ معظم لہ کا عقیدہ ہے کہ ہم نے جس جگہ بھی خدا کی ذات پر بھروسہ کیا، جہاں بھی لوگوں پر بھروسہ کیا اور جہادی راستے کو اپنایا، وہاں ہمیں کامیابی نصیب ہوئی۔ آپ تاکید کرتے ہیں کہ جدید اسلامی تمدن سازی کی پہلی ضرورت کا نام ایمان ہے۔ (مقام معظم رہبری ۹۲/۱۲/۱۵)

ط: دشمن کی شناخت

جدید اسلامی تمدن کی جانب بڑھنے کا ایک اور عملی راستہ مستکبرین کے خیموں کی پہچان ہے۔ مستکبرین کی خصوصیات اور ان کی سازشوں کو پہچاننا تاکہ ہم معقول طریقہ سے اس کا مقابلہ کرسکیں۔ معظم لہ کی نگاہ میں اگرچہ مستکبرین کی خصوصیتیں اور ان کے طریقے مختلف ہوتے ہیں لیکن ان کے بنیادی اصول ہر زمانے

میں ایک ہی ہوتے ہیں۔

اس سلسلے میں رہبر معظم کا عقیدہ ہے کہ ہمیں تمام سرگرمیوں اور فردی واجتماعی فیصلوں میں حکمت و سمجھداری سے کام لینا ہوگا اور اگر ہم دشمنوں کو نہ پہچانیں گے تو سمجھداری سے کام کیسے کرسکتے ہیں۔(مقام معظم رہبری ۹۲/۸/۲۹)

ی: جوانوں سے ایک سفارش

امت مسلمہ کو اسلامی تمدن کا مکمل نمونہ بنانے کے لئے ضرورت اس بات کی ہے کہ وہ کچھ معین خصوصیات کی حامل ہو اور وہ خصوصیات رہبر معظم کی زبان میں مندرجہ ذیل ہیں: آیت اللہ خامنہ ای ایرانی عوام خصوصا جوانوں کو خطاب کرتے ہوئے تاکید فرماتے ہیں کہ بڑے کاموں کو انجام دینے کے لئے دین، تقوا، روح کی پاکیزگی اور پاکدامنی کو زیادہ سے زیادہ معاشرہ اور اپنے درمیان رائج کیجئے۔آج کے جوان کو دین، تقوا، علم، کاروبار میں خوشحالی، امانت، پاکدامنی، سماجی خدمات اور تفریح کی ضرورت ہے۔ (مقام معظم رہبری ۹۲/۸/۲۹)

جدید اسلامی تمدن کے محقق ہونے کی ضرورت

مقام معظم رہبری اس بارے میں ماضی قریب کے سالوں میں دنیا کے اہم تحولات کی جانب اشارہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں: "افریقہ کے شمالی حصہ میں اور ایشیا کے بعض حصوں میں ایسی طاقتیں سر اٹھا رہی ہیں جو دنیا کی قدیم طاقتوں کے مقابلے میں اپنے وجود کا اظہار کرتی ہوئی نظر آرہی ہیں۔ان حالات پر نظر کرنے سے پتہ چلتا ہے کی دنیا ایک تبدیلی کی جانب بڑھ رہی ہے۔ (مقام معظم رہبری ۹۲/۸/۲۹) معظم لہ تاکید کرتے ہیں کہ انقلابی اور آگاہ مسلمان پر واجب ہے کہ اپنی تیز بین نگاہوں کے ذریعہ ان حوادث پر نظر رکھے۔

اسلامی تمدن کو زندہ کرنے کی ضرورت کے باب میں آیت اللہ خامنہ ای کے نظریات کو اس طرح خلاصہ کیا جاسکتا ہے۔رہبر معظم کا عقیدہ ہے کہ خدا کی ذات پر بھروسہ رکھتے ہوئے اور قرآن میں نصرت الہی کے تاکیدی وعدوں پر حسن ظن اور اعتماد رکھتے ہوئے نیز شجاعت وعزم و عقل کا استعمال کرتے ہوئے تمام موانع کو برطرف کیا جاسکتا ہے۔ دوسری نصیحت یہ ہے کہ انقلاب کے دائمی اصول کا پھر سے مطالعہ کیا

جائے۔ اصول ونعروں کی اصلاح کی جائے اور انہیں اسلام کے مبانی و محکمات کے مطابق بنایا جائے۔ رہبر معظم کی نگاہ میں آزادی، استقلال، عدالت خواہی، استعمار واستبداد کے مقابلہ میں تسلیم نہ ہونا، قومی ونسلی و مذہبی تبعیض کی نفی اور صہیونیزم کی صریحی نفی احیائے تمدن اسلامی کے ملزومات ہیں اور یہ سب کے سب اسلام وقرآن سے ماخوذ ہیں۔

معظم لہ کی ایک اور اہم نصیحت یہ ہے کہ مذہبی اختلافات اور قومی، قبائلی، نسلی اور سرحدی اختلافات سے پرہیز کیا جائے۔ معظم لہ امت مسلمہ کو خطاب کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ ان کا اصلی کام نظام سازی ہے اور یہ کام دشوار اور پیچیدہ ہے۔ آپ تاکید کرتے ہیں: "مغربی لبرلزم یا لائیک نمونے یا شدید قومیت پسند مارکسیزم اپنے انحرافی رجحانات کو آپ لوگوں پر تحمیل نہ کرنے پائیں۔ اپنی جوان نسل پر بھروسہ کیجئے اور ان کے اندر اعتماد بہ نفس کی روح کو زندہ کیجئے اور اسی طرح مجرب اور بوڑھے لوگوں کے تجربوں سے انہیں مستفید کیجئے"۔ (مقام معظم رہبری۲۶/۱۶/۹۰)

جدید اسلامی تمدن کا مستقبل

رہبر معظم کی نظر میں ایران کا اسلامی انقلاب نیز اسلامی بیداری جدید اسلامی تمدن کی تشکیل کی راہ میں ایک قدم ہے۔ آپ مختلف ممالک میں اسلامی بیداری کا حوالہ دیتے ہوئے فرماتے ہیں کہ دنیا کے حالات حساس ہیں اور دنیا ایک اہم تاریخی موڑ سے گزر رہی ہے۔ ایسا لگتا ہے کہ ایک جدید نظم وجود میں آنے والا ہے۔ دنیا کے تحولات کا خاکہ ایک چند وجہی نظام کی خوشخبری دے رہا ہے جس میں روایتی طاقت کے مراکز کی جگہ مختلف ممالک اور تہذیبوں کی مشترکہ طاقت سامنے آئے گی جو مختلف سیاسی، اقتصادی اور سماجی رجحانات کے حامل ہونگیں۔ وہ حیرت انگیز واقعات جنہیں ماضی قریب کے تیس سالوں میں ہم نے مشاہدہ کیا ہے، بخوبی اس بات کی نشاندہی کررہے ہیں کہ جدید طاقتوں کا ظہور پرانی طاقتوں کے ضعف کے ساتھ ساتھ ہوا ہے۔ (مقام معظم رہبری، ۹۱/۶/۹)

دنیا کے حالات ایک نئی شکل وصورت لے رہے ہیں۔ ہم نے اپنی پوری تاریخ میں اسلامی ممالک میں ایسی حالت نہیں دیکھی۔ یہ تشخص کا احساس، یہ بیداری کا احساس جو صرف ایک قوم میں نہیں بلکہ متعدد اسلامی ملکوں میں ہم دیکھ رہے ہیں، یہ ساری باتیں اسلام سے وابستہ ہیں۔ ان چیزوں کو ہم نے ماضی میں

ہر گز نہیں دیکھا۔ یہ عصر حاضر کی دین ہے۔ یہ ایک علامت ہے، یہ تبدیلی و دگرگونی کی علامت ہے کیونکہ دنیا میں مسلمانون کی آبادی ڈیڑھ عرب ہے۔ دسیوں ممالک میں مسلمانوں کی اکثریت ہے اور یہ ممالک حساس جگہوں پر واقع ہوئے ہیں لہٰذا یہ بیداری معمولی چیز نہیں ہے بلکہ دنیا کے نظام میں ایک تبدیلی کی علامت ہے۔ (مقام معظم رہبری، ۹۱/۵/۲۲)

جدید اسلامی تمدن کے تحقق کے مخالفین

رہبر معظم نے اپنی تقریروں میں جدید اسلامی تمدن کی تشکیل کی راہ میں ایرانی قوم کو پیش آنے والی پریشانیوں اور دشمنوں کی سازشوں کا بھی تذکرہ کیا ہے۔ اس دشمنی کا زیادہ تر حصہ اصل اسلام سے متعلق ہے۔ اسلام دشمن طاقتیں اسلام کی غیر حقیقی تصویر لوگوں کے سامنے پیش کرنا چاہتی ہیں تاکہ اسلام کی سیاسی و سماجی طاقت پر پردہ ڈال سکیں اور مسلمانوں کی غفلت کی وجہ سے یہ لوگ گذشتہ صدیوں میں ایسا کرنے میں کامیاب بھی ہوئے ہیں۔ رہبر معظم کے بقول آج دین اسلام ایک ناشناختہ دین ہوگیا ہے کیونکہ مسلمانوں کی اکثریت اس وقت بھی اسلام کو مختلف رسوم کا مجموعہ مانتی ہے جن کا زندگی سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ وہ ابھی اس بات کو ماننے کو تیار نہیں ہیں کہ اسلام ایک نظام زندگی ہے اور صرف کچھ فردی واجبات کو انجام دینے سے ان کا شمار مسلمانوں میں نہیں ہوگا۔ حقیقی اسلام سے مسلمانوں کو دور کرنے کے لئے دشمن جو سازشیں کررہا ہے، ان سے ہمیں باخبر ہونا چاہئے اور دوسرے مسلمانوں کو بھی اس کے بارے میں بتانا چاہئے[۱]۔

دشمنوں نے صرف اسی پر اکتفا نہیں کی ہے بلکہ تفرقہ بازی اور مذہبی اختلافات کو ہوا دینا ان کی دوسری شیطانی حرکت ہے اور رہبر معظم تمام مسلمانوں کو اس سے پرہیز کرنے کی دعوت دیتے ہیں۔ معظم لہ کا عقیدہ ہے کہ امت مسلمہ سے مقابلہ کرنے کے لئے دشمن ہماری وحدت کو اختلاف میں بدلنا چاہتا ہے تاکہ مسلمانوں کو آپس میں لڑایا جائے اور اس حکمت عملی کے ذریعہ مسلمانوں کا ذہن ان کے اصل دشمن یعنی مفسد سرمایہ داری اور صہیونیزم سے ہٹ جائے۔

۱۔ سید قطب، سید علی خامنہ ای، آیندہ در قلمرو اسلام، ص ۳۔

دشمنوں کی دشمنی کے سلسلہ میں تحقیق کرکے ہم ان کے مکر سے محفوظ رہنے کے راستے تلاش کر سکتے ہیں۔ اس بارے میں رہبر معظم کی تاکید کے بموجب دشمنوں کی شناخت اور ان کی سازشوں سے آگاہی ضروری ہے اس لئے کہ صرف اسی صورت میں دشمنوں سے مقابلہ کیا جاسکتا ہے۔ رہبر معظم کی تاکید اس سلسلے میں کچھ ایسی ہے گویا معظم لہ کی نظر میں دشمنوں پر کامیابی حاصل کرنے کی شرط ان کی پہچان اور ان کے منصوبوں سے آگاہی ہےاور یہ صرف دشمن پر کامیابی کی شرط ہی نہیں بلکہ امت مسلمہ کے ارمانوں کی جانب اسلامی جاں نثاروں کی صحیح گامزنی کے لئے بھی اس شرط کی رعایت ضروری ہے لہٰذا تمام اسلامی حکومتوں اور مسلمانوں پر لازم ہے کہ حقیقی بصیرت حاصل کریں تاکہ دشمن کی شناخت میں غلطی نہ کریں۔ (مقام معظم رہبری، ۹۲/۲/۱۷)

اسلام دشمنی کے اسباب وعلل کا بیان کرنا بھی ضروری ہے۔ رہبر معظم دشمنی کی جڑ کو مغربی تمدن کی تاریخ میں تلاش کرتے ہیں، یعنی وہ زمانہ جب صنعتی انقلاب کے ذریعہ مغربی ملکوں نے افریقہ اور ایشیا کے ممالک کو تیل اور دوسرے ذخایر کی خاطر اپنا مطمع نظر قرار دیا۔ اسی زمانے سے مختلف صورتوں میں مغرب کی غاصبانہ دست درازی کا آغاز ہوتا ہے۔ عصر حاضر میں اکثر اسلامی ممالک میں جس چیز کو ہم اسلام کے عنوان سے پہچانتے ہیں وہ دراصل استعماری طاقتوں کی سیکڑوں سال کی کوشش اور مسلمانوں کی غفلت کا نتیجہ ہے[1]۔

معظم لہ اسلامی ممالک کے موجودہ حالات کی جانب اشارہ کرتے ہوئے اسلامی تحریکات کو درپیش احتمالی نقصانات کو دو حصوں میں تقسیم کرتے ہیں: وہ نقصانات جو مسلمانوں کے درمیان اور خود ان کی کمزوریوں کی وجہ سے ہوتے ہیں اور دوسرے وہ نقصانات جو دشمن کی بلاواسطہ سازشوں کی وجہ سے ہوتے ہیں۔

پہلے قسم کے خطروں میں سے ایک خطرہ جذبات کا کم اور ارادوں کا کمزور ہونا ہے جو احساس کامیابی سے حاصل ہونے والے سکون وآرام کا نتیجہ ہے۔ رہبر معظم کا عقیدہ ہے کہ یہ خطرہ اس وقت اور بڑھ جاتا ہے جب لوگ حاصل شدہ کامیابی میں اپنے حصہ پر اپنا حق جتانے کی کوشش کرتے ہیں۔ ایک تلخ تجربہ جس کی وجہ سے جنگ احد کے موقع پر مجاہدین اسلام شکست سے دچار ہوئے۔ خوف کا احساس اور مداخلت کرنے والی طاقتوں اور مستکبرین کے مقابلے میں شکست کا احساس بھی پہلی قسم کے نقصانات میں سے ایک ہے۔

۱۔ سید قطب، سید علی خامنہ ای، آیندہ در قلمرو اسلام، ص ۳-۵۔

لوگوں کے دلوں سے اس طرح کے خوف کو دور کرنا معاشرے کے جوانوں اور بہادر دانشوروں کی ذمہ داری ہے۔ دشمن پر بھروسہ کرنا اور ان کے وعدوں کے جال میں پھنسنا بھی پہلی قسم کے نقصانات میں سے ہے۔ یہی وہ مقام ہے جہاں دشمن اور اس کے ارادوں کی شناخت کی ضرورت سامنے آتی ہے۔ دشمن کو اور اس کے مکر وفریب کو چاہے جس لباس یا شکل میں ہو پہچاننا اور اس سے مقابلہ کرنا ضروری ہے۔

اس سکہ کا دوسرا رخ اس غرور میں مبتلا ہونا ہے جس کے نتیجہ میں دشمن کمزور اور غافل سمجھا جاتا ہے، اس نقصان سے بھی بچنا ضروری ہے اور آخر کار اس نقصان سے پرہیز کرنا جس کی وجہ سے دشمن مسلمانوں کے پیٹھ پیچھے اختلاف پھیلاتا ہے اور انہیں ایک دوسرے کا جانی دشمن بناتا ہے۔ رہبر معظم امت مسلمہ کو اس سلسلہ میں بھی ہوشیار رہنے کی تاکید فرماتے ہیں۔

دوسرے قسم کے نقصانات جو بیرونی دشمنوں کی جانب سے ہوتے ہیں، وہ نقصانات ہیں جو اسلامی بیداری کے سلسلہ میں، آج مسلمان ممالک ان سے بچنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ درحقیقت رہبر معظم کے بیانات میں اس طرح کے نقصانات کی شناخت دنیائے اسلام کے موجودہ حالات پر مبنی ہیں۔

انقلاب کے رہنماؤں کی نظر میں مستقبل میں اسلامی تمدن کا محقق ہونا ممکن نہیں ہو سکتا مگر یہ کہ سب سے پہلے اسلامی معاشرے میں دین اسلام اور اس کی خالص توحیدی تہذیب کو رائج کیا جائے۔ دوسرے لفظوں میں یوں کہا جاسکتا ہے کہ اسلامی تمدن کا احیا اور اس کی حیات نو درحقیقت حقیقی اسلام کے انفرادی، اجتماعی مجاہدانہ زندگی پر موقوف ہے۔ امام خمینی (رہ) اور آیت اللہ خامنہ ای جس وقت تمدن کے موضوع کو بیان کرتے ہیں تمدن کے تہذیبی اور نظری پہلوں پر نظر رکھتے ہیں۔

منابع

۱. کرمی قمی، محمد تقی، جستاری نظری در باب تمدن، پژوہشگاہ علوم وفرہنگ اسلامی، قم، ۱۳۸۸

۲. سید قطب، سید علی خامنہ ای، آیندہ در قلمرو اسلام، دفتر نشر فرہنگ اسلامی، تہران، ۱۳۸۶

۳. روح الامینی محمود، زمینہ فرہنگ شناسی در علوم اجتماعی، دانشگاہ پیام نور، تہران، ۱۳۸۲